قُربانی کے شروط وضوابط

[الأُردية –اُردو–Urdu]

فتوی: شیخ محمد بن صالح العثیمینؒ

ترجمہ: اسلام سوال وجواب سائٹ

مراجعہ وتنسیق: عزیز الرّحمن ضیاء اللہ سنابلی

شُروط الأُضحية

فتوى: الشيخ محمد بن صالح العثيمين

ترجمة: موقع الإسلام سؤال وجواب

مراجعة وتنسيق: عزيزالرحمن ضياء الله السنابلي

٣٦٧٥٥: قُربانی کے شروط وضوابط

سوال: میں نے اپنی اوراولاد کی جانب سے قربانی کرنے کی نیت کی ہے، توکیا قربانی کے لیے کچھ خاص اور معین صفات پائی جاتی ہیں؟ یایہ کہ میں کوئی بھی بکری ذبح کرسکتاہوں؟

بتاریخ: 15-١٠-٢٠١٢ کونشرکیاگیا

جواب:

الحمدللہ

قربانی کے لیے چھ شروط وضوابط کاپایاجاناضروری ہے:

پہلی شرط:

وہ قربانی بھیمۃ الانعام میں سے ہو یعنی: اونٹ، گائے، بھیڑ بکری میں سے ہوں، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّـهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾[الأنعام:34]

"اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں"۔

اور بہیمۃ الأنعام سے مراد: اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری ہیں اور یہی عرب کے یہاں مشہور و معروف ہے اور یہی بات حسن، قتادہ وغیرہ نے بھی کہا ہے۔

دوسری شرط:

قربانی کا جانور شرعی محدود کردہ عمر کا ہونا ضروری ہے، وہ اس طرح کہ بھیڑ کی نسل میں جذعہ یا پھر اس کے علاوہ میں سے ثنیہ ہو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

:(لا تذبحوا إلا مُسِنَّة إلا أن يعسرعليكم فتذبحوا جَذعةً من الضّأن)

”مسنہ (یعنی دو دانت والا) کے علاوہ کوئی اور جانور ذبح نہ کرو لیکن اگر تمہیں مسنہ نہ ملے تو بھیڑ کا جذعہ ذبح کرلو“ (صحیح مسلم)۔

مسنہ: ثنیہ اوراس سے اوپر والی عمر کا ہوتا ہے اور جذعہ اس سے کم عمر کا۔

لہذا اونٹ پورے پانچ برس کا ہو تو وہ ثنیہ کہلائے گا۔

گائے کی عمر دو برس ہو تو وہ ثنیہ کہلائے گی۔

بکری جب ایک برس کی ہو تو وہ ثنیہ کہلائے گی۔

اور جذعہ نصف سال کے جانور کو کہتے ہیں، لہذا اونٹ، گائے اور بکری میں ثنیہ سے کم عمر کے جانور کی قربانی نہیں ہوگی، اوراسی طرح بھیڑ میں سے جذعہ سے کم عمر کے جانور کی قربانی صحیح نہیں ہوگی۔

تیسری شرط:

قربانی کا جانور چار ممنوع عیوب سے پاک ہونا چاہیے:

۱۔واضح اندھاپن: یعنی جس کی آنکھ بہہ چکی ہو یا پھر بٹن کی طرح باہر نکلی ہوئی ہو، یا پھر آنکھ مکمل اور ساری سفید ہو جو اس کے بھینگے پن پر واضح دلالت کرتا ہے۔

۲۔واضح بیماری: اس سے مراد وہ بیماریاں ہیں جو جانوروں پر ظاہر ہوتی ہیں مثلاً وہ بخار جس کی بنا پر جانور چرنا ہی ختم کر دیتا ہے اور اس کے چرنے کی چاہت ہی ختم ہو جاتی ہے ، اور اسی طرح واضح اور ظاہر خارش جو اس کے گوشت کو خراب کر دینے والی ہو، یا اس کی صحت پر اثر انداز ہو رہی ہو، اور گہرا زخم جو اس کی صحت پر اثر انداز ہوتا ہو اور اس کے مثل (دیگر بیماریاں)۔

۳۔واضح لنگڑا پن: وہ لنگڑا پن جو اسے سیدھا اور صحیح چلنے سے روکدے اور مشکل سے دوچار کرے۔

۴۔گودے کوزائل کرنے والی کمزوری: کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب یہ پوچھا گیا کہ قربانی کا جانور کن عیوب سے پاک و صاف ہونا چاہیے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرکے فرمایا: چار عیوب سے:(العرجاء البيّن ظلعها ، والعوراء البيّن عورها ، والمريضة البيّن مرضها ، والعجفاء التي لا تنقى)

”لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن واضح ہو، اندھا جانور جس کا اندھا پن ظاہر ہو، بیمار جانور جس کی بیماری واضح ہو، اوروہ کمزوراور ضعیف جانور جس کا گوداہی نہ ہو“۔

اسے امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور سنن میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے ایک روایت ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا:

" چار قسم کے جانور قربانی میں جائز نہیں" اور اسی کے مثل ذکر کیا۔

علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل میں اسے صحیح قرار دیا ہے، دیکھیں حدیث نمبر (1148)۔

لہذا یہ چار عیب ایسے ہیں جن کے پائے جانے کی بنا پر قربانی نہیں ہوتی ، اوران چار عیوب کے ساتھ اس طرح کے اور بھی عیوب ملحق ہوتے ہیں یا وہ عیوب جواس سے بھی شدید ہوں توان کے پائے جانے سے بھی قربانی نہیں ہوتی، ہم انہیں ذیل میں ذکر کرتے ہیں:

۱۔اندھاپن: وہ جانور جس کی آنکھوں سے نظرہی نہ آتا ہو۔

۲۔وہ جانور جس نے اپنی طاقت سے زیادہ کھالیا ہو اس کی قربانی اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک کہ وہ صحیح نہیں ہوجاتا اوراس سے خطرہ نہیں ٹل جاتا۔

۳۔وہ جانور جسے جننے میں کوئی مشکل درپیش ہو جب تک اس سے خطرہ زائل نہ ہو جائے۔

۴۔زخم وغیرہ لگا ہوا جانور جس سے اس کی موت واقع ہونے کا خدشہ ہو گلا گھٹ کر یا بلندی سے نیچے گر کر یا اسی طرح کسی اور وجہ سے اس وقت تک ایسے جانور کی قربانی نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس سے خطرہ زائل نہیں ہو جاتا۔

۵۔کسی آفت کی وجہ سے چلنے کی سکت نہ رکھنے والا جانور

۔

٦۔ دونوں ہاتھوں یا دونوں پیروں میں سے ایک ہاتھ یا پیر کا کٹا ہوا جانور۔

جب ان چھ عیوب کو حدیث میں بیان کردہ چار عیوب کے ساتھ ملا دیا جائے تو ان (جانور) کی تعداد دس ہو جاتی ہے جن کی قربانی صحیح نہیں ہو گی۔

چوتھی شرط:

وہ جانور قربانی کرنے والے کی ملکیت میں ہو یا پھر شریعت یا مالک کی جانب سے اس کو اجازت ملی ہو۔

لہذا جو جانور اس کی ملکیت میں نہ ہو اس کی قربانی صحیح نہیں ہے، مثلاً غصب یا چوری کا جانور اور اسی طرح باطل

اور غلط دعوے سے لیا گیا جانور ، کیونکہ اللہ تعالی کی معصیت ونافرمانی کے ساتھ اس کا تقرب حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے۔

اور جب عادتا یتیم کی سرپرست کی طرف سے یتیم کے مال میں قربانی ہوتی رہی ہو،اور قربانی نہ ہونے سے اس (یتیم) کی دل آزاری ہوتی ہو تو (یتیم کی سرپرست کی طرف سے یتیم کے لئے اس کے مال سے) قربانی کرنا صحیح ہوگی۔

اسی طرح موکل کی اجازت سے اس کے مال میں وکیل کی قربانی صحیح ہوگی۔

پانچویں شرط:

اس سے کسی دوسرے کا حق متعلق نہ ہو،لہذا رہن رکھے گئے جانور کی قربانی صحیح نہیں ہوگی۔

چھٹی شرط:

قربانی کو شرعی حدود اور شرعی وقت کے اندر ذبح کیا جائے، اور یہ وقت دس ذی الحجہ کو نمازِ عید کے بعد سے شروع ہوکر ایامِ تشریق کے آخری دن سورج غروب ہونے تک باقی رہتا ہے، ایامِ تشریق کا آخری دن ذی الحجہ کی تیرہ تاریخ بنتا ہے،تواس طرح ذبح کرنے کے چار دن ہیں۔

عید کے دن نمازِ عید کے بعد، اوراس کے بعد تین دن یعنی گیارہ، بارہ اور تیرہ ذی الحجہ کے ایام، لہذا جس نے نماز عید سے قبل ہی قربانی کرلی یا پھر تیرہ ذی الحجہ کوغروب شمس کے بعد کوئی شخص قربانی کرتا ہے تواس کی یہ قربانی صحیح نہیں ہوگی۔

اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیاہے:

وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے نمازِ (عید) سے قبل ذبح کیا تو وہ صرف گوشت ہے جو وہ اپنے اہل عیال کو پیش کررہا ہے اوراس کا قربانی سے کوئی تعلق نہیں ہے“۔

اورجندب بن سفیان البجلی رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھاتوانہوں نے فرمایا:

”جس نے نمازِ عید سے قبل ذبح کرلیا وہ اس کے بدلے میں دوسرا جانور ذبح کرے“۔

اورنبیشہ ھذلی رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

” ایامِ تشریق کھانے پینے اوراللہ تعالیٰ کے ذکرواذکار کے ایام ہیں“۔(اسے امام مسلم نے روایت کیاہے)۔

لیکن اگراسے ایامِ تشریق سے قربانی کو تاخیر کرنے کا کوئی عذر پیش آجائے مثلا: اس کی قربانی کاجانوراس سے بھاگ گیااوراس میں اس کی کوئی کوتاہی نہیں تھی اوروہ جانورایامِ تشریق کے بعد واپس ملے ، یااس نے کسی کو قربانی ذبح کرنے کا وکیل بنایاتووہ وکیل اسے ذبح کرنا ہی بھول گیااوروقت گزر گیا، تواس عذر کی بناپر وقت گزرنے کے بعد ذبح کرنے میں کوئی حرج نہیں، نماز کے وقت میں سوئے ہوئے یابھول جانے والے شخص

پر قیاس کرتے ہوئے کہ وہ جب سو کر اٹھے یا جب اسے یاد آئے تو وہ نماز ادا کرے گا۔

اور وقت مقررہ کے اندر دن یا رات میں کسی بھی وقت قربانی ذبح کی جاسکتی ہے، قربانی دن کے وقت ذبح کرنا اولیٰ اور بہتر ہے، اور عید والے دن نمازِ عید کے خطبہ کے بعد ذبح کرنا افضل اور اولیٰ ہے،اور اسی طرح اس کے بعد والے دن میں یعنی جتنی جلدی ذبح کی جائے بہتر اور افضل ہوگی کیونکہ اس میں خیر وبھلائی کے حصول کرنے میں سبقت ہے۔ انتھی.

دیکھیں کتاب : (احکام الأضحیة والذکاة: للشیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ)

(طالبِ دُعا:azeez90@gmail.com)